واضح کی دیتا ہے ھم و حرفہائی دیگر باشد کہ ہم از ترکیب دو حرف حادث باشد مثلاً چنانکہ از ترکیب یکی
از حرف مد با غنہ نون در لفظ دون و دان و دین باشد و امثال این افتد کہ بروزن دو و دا و دی باشد
ست اور اور حرف ہین کہ ترکیب دو حرف سے پیدا ہوتے ہین جیسا کہ ایک حرف مد کی ترکیب
سے ساتھہ غُنّے کے نون پیدا ہوتا ہے لفظ دون اور دان اور دین مین اور اوسکی امثال مین جیسے
خوان اور زین اور زبان مین کہ بروزن دو اور دا اور دی اور خو اور زی اور زبا ہین اور افتد عبارت
مین بمعنی واقع شود ہے ھم و چنانکہ از ترکیب یکی از حروفی کہ مخرج آن آخر کام باشد با حرف واو باشد
در لفظ خوش و در بعضی لغات عجم در لفظ درخویش کہ بجای درویش گویند و در لفظ گوس کہ بجای
بس گویند واقع باشد و دلیل بر آنکہ ہر یکی ازین حرفہا یکحرف ہست آنست کہ در وزن بجای یکحرف ہست
مثل خوان کہ در کتابت مشتمل بر چہار حرف ہست و در لفظ مرکب از دو حرف ہست چہ بروزن خاست
ست اور جیسا کہ ترکیب ایک حرف سے منجملہ حروف کہ مخرج اونکا آخر کام ہے ساتھہ حرف واو
کے لفظ خوش مین اور بیچ بعضے لغات عجم کے لفظ درخویش مین کہ بجاے درویش کہتے ہین
اور لفظ گوس مین کہ بجاے بس کہتے ہین واقع ہوتا ہے اور دلیل اس بات پر کہ ہر ایک ان دونون
حرفون سے ایک حرف ہے یہہ ہے کہ وزن مین بجاے یکحرف ہے مثل لفظ خوان کے کہ کتابت مین
مشتمل چہار حرف ہے اور بولنے مین مرکب دو حرفون سے اسواسطے کہ بروزن خا ہے مطلب یہہ کہ
جب یہہ خے اور غین کہ مخرج انکا شروع حلق ہے اور کاف کہ مخرج اوسکا آخر کام ہے اور شروع
حلق اور آخر کام مین چندان فرق نہین جب ساتھہ واو کے ترکیب پائینگے ایک حرف شمار کیے جاینگے
اور اوس واو کو واو معدولہ کہینگے اور اوس حرکت کو فتحہ مائل بضمہ مثل خُوذ اور خُوید اور خوارزم اور
خواجہ اور خواست وغیرہ کی اور ضمہ مائل بکسرہ درخویش مین لہذا قافیہ خود ساتھہ شُد اور رَد دونون کے
درست ہے ح آخر کام یعنی حرف حلق ہرچند امثلہ مین لفظ گوس بھی شامل ہے اور کاف حرف حلق
نہین ہے اور اوسی جگہہ با حرف واو باشد گویا حرف واو باشد لکھا ہے اور خیال معنی کا نہین کیا آخر
ھم و ہمچنین حرکتی باشد از ترکیب دو حرکت چنانکہ حرکت حرف مرکب در خوش کہ مرکب از ضمہ و فتحہ است
و حرکت حرف مرکب در درخویش کہ مرکب از ضمہ و کسرہ ہست و دلیل بر آنکہ ہر یکی ازین حرکت یک حرکت ہست
آنست کہ یک حرف را یک حرکت بیش نتواند بود ست اور اسیطرح ایک حرکت ہو کہ ترکیب دو حرکتون سے

پیدا ہوتی ہے جیسا کہ حرکت حرف مرکب کی لفظ خوش مین کہ وہ حرکت مرکب ضمے اور فتحے سے ہے
اور حرکت حرف مرکب کی درخویش مین کہ مرکب ضمے اور کسرے سے ہے اور دلیل اس بات پر کہ ہر ایک
ان حرکتون سے ایک حرکت ہے یہہ ہے کہ ایک حرف پر ایک حرکت سے زیادہ نہین ہو سکتے مرکب ہو
وہ حرف یا مفرد هم و در پارسی حرکتی دیگر است کہ آنرا بہیچ کدام ازین حرکات سہ گانہ یعنی ضمہ و فتحہ و کسرہ
نسبت نتوان کرد و آنرا حرکت مجہول و حرکت مختلسہ خوانند مانند حرکت حرف را در لفظ پارسی کہ بروزن
فاعلن است و باشد کہ این حرکت در ابتدای کلمات افتد و اگر کسی آنرا از قبیل حرکات نشمرد بسبب آنکہ
بیکی از حرکات مذکور منسوب نیست با او در عبارت مضائقہ نیست اما در شعر آنرا از قبیل حرکات باید شمرد
بدلیل وزن ت اور پارسی مین ایک حرکت اور ہے کہ اوسکو حرکات سہ گانہ سے یعنی ضمے فتحے
کسرے سے نسبت نہین دے سکتے اوسکو حرکت مجہولہ اور حرکت مختلسہ یعنی ربودہ کہتے ہین مثل حرکت
حرف را کی لفظ فارسی مین کہ بروزن فاعلن ہے اور کبھی یہہ حرکت ابتداے کلمات مین آتی ہے اور
اگر کوئی اوسکو من قبیل حرکات شمار نکرے اس سبب سے کہ ساتھہ کسی حرکات سہ گانہ کے منسوب
نہین ہے پس اگر وہ عبارت یعنی تلفظ مین کرے مضائقہ نہین ہے ورنہ شعر مین یعنی تقطیع مین اوسکو
من قبیل حرکات شمار کیا چاہیے بدلیل وزن کہ وزن مین وہ حرف کہ جس پر یہہ حرکت ہوتی ہے
متحرک واقع ہوتا ہے جیسے کہ راے لفظ پارسی بجاے عین متحرک فاعلن ہے اور اختلاس کے
معنی سابق مین لکھے گئے ہین اور ابتدا مین واقع ہونا حرکت مختلسہ کا مثل ابتدا بسکون ہے کہ البتہ
ادا ہونا اوسکا زبان دانون سے ممکن ہے هم و غرض ازین تفصیل آنست کہ تا بر حروف مفردہ و مرکبہ و
فرق میان ہر دو و بر حروف متحرک و ساکن و فرق میان ہر دو وقوف افتد و معلوم گردد کہ حرکت حرف
بمثابہ انضمام حرفیست با او ت اور غرض اس تفصیل سے وہ ہے کہ لوگ حروف مفردہ اور حروف مرکبہ کو
سمجھین اور ان دونون مین فرق جانین اور حروف متحرک اور حروف ساکن کو سمجھین اور ان دونون مین
فرق جانین اور معلوم کرین کہ حرکت حرف کی بمنزلہ ملنے ایک حرف کے اوس حرف سے ہے وقوف
بمعنی جاننا اور آگاہی اور ایستادہ ہونا کشف اور منتخب اور لطایف اور صراح سے کذا فی الغیاث
پس مطلب حروف مرکبہ سے یہہ ہے کہ کتابت مین دو حرف ہون اور تقطیع مین ایک حرف
جیسا کہ لفظ خود اور خوش مین اور مفرد وہ حرف ہے جو ایسا نہو ح متن حرف مرکبہ پر یہہ عبارت

لکھی ہے کہ مثل شور و شیر و در خویش وغیرہ کہ تفصیلش در سبق گذشت جاننا چاہیے کہ شور اور شیر
مین حرف مرکب کہان سے ہے م و باید مقصود شویم بگوئیم اصناف حرکات مذکور در وزن شعر یک حکم
دارد و حروف کہ اجزای کلمات اند یا متحرک اند یا ساکن ت اور طرف مقصود کے جاتے ہین ہم اور کہتے ہین
کہ اصناف حرکات مذکور وزن شعر مین ایک حکم رکھتے ہین اور حروف کہ اجزا کلمات کے ہین یا متحرک
ہوتے ہین یا ساکن پس اصناف حرکات سے مراد ضمہ فتحہ کسرہ ہے یعنی مقابل موزون جو موزون
ہو اوس مین مطابقت متحرک کی متحرک سے اور ساکن کی ساکن سے چاہیے نہ مطابقت ضمے کی ضمے
سے اور فتحے کی فتحے سے اور کسرے کی کسرے سے یا اصناف حرکات سے مراد مفردہ اور مرکبہ
اور مختلسہ اور تامہ مین یہہ بھی وزن مین ایک حکم رکھتے ہین م و بر عروضی نیست کہ ماہیات حروف
و حرکات و اعداد بشناسد و بر اصناف آن ہر یک وقوف یابد چہ آن کار لغوی است انچہ او را ضروری است
آنست کہ میان حرف مفرد یا آنچہ بجای مفرد باشد از مرکبات و میان حروف مولف فرق کند و ہمچنین میان
حرف متحرک و حرف ساکن فرق کند ت اور عروضی پر واجب نہین ہے کہ حقیقت حروف اور حرکات
اور اونکے اعداد کو جانے کہ اصل مین لفظ کیا تھا اور بعد تعلیل کے کیا ہوا اور اوسکے اصناف سے
واقف ہو کہ یہہ مہموز ہے اور یہہ معتل کسواسطے کہ وہ کام اہل لغت کا ہے جو کچہہ کہ عروضی کو ضرور ہے
یہہ ہے کہ درمیان حرف مفرد کے جیسے شین لفظ شد مین یا جو کچہہ کہ بجاے مفرد ہو مرکبات سے
جیسے خا و واو لفظ خود اور خوش مین اور درمیان حروف مولف کے جیسے الف لفظ آمد مین اور را
لفظ فرخ مین کہ کتابت مین ایک حرف ہے اور وزن مین دو فرق کرے اور اسیطرح درمیان حروف
متحرک اور حروف ساکن کے فرق جانے م و علامات حروف و حرکات در وضع کتابت مختلف باشد
تا میان حروف مختلف و حرکات مختلف تمیز کنند و علامت سکون یکی چہ سکون بیک صفت بیش نیست
و اگرچہ اسباب آن مختلف ست اما نزدیک عروضیان حرف متحرک را مطلقاً یک علامت ست چہ
عروضی را با تمیز میان حروف مختلف و حرکات کاری نیست و آن علامت دائرہ خرد باشد بدین شکل
ہ و حرف ساکن را یک علامت و آن خطی خرد مستقیم باشد بدین شکل ا واللہ اعلم ت اور نشان
اور نقش حروف اور حرکات کی کتابت مین مختلف ہین اسواسطے کہ حروف مختلف اور حرکات مختلف
مین تمیز پیدا ہو اور علامت سکون کی ایک ہی ہے سب کے نزدیک اسلیے کہ سکون ایک ہی طرح پر

ہوتا ہے اگرچہ سبب سکون کے مختلف ہین کہ کبھی سکون وقف سے ہے اور کبھی تصرف اور تعلیل صرفی سے
اور کبھی بنظر وضع لغوی ہوتا ہے لیکن نزدیک عروضیون کے حرف متحرک کی مطلقاً ایک علامت ہے
اسواسطے کہ عروضی کو اختلاف حروف وحرکات سے کام نہین اور وہ علامت متحرک کی دائرہ چھوٹا ہے
اس شکل پر ہ اور حرف ساکن کی ایک علامت ہے اور وہ خط چھوٹا مستقیم ہے اس شکل پر ا واللہ اعلم
جاننا چاہیے کہ الف کو علامت سکون اسواسطے مقرر کیا کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ہاے ہوز کو
علامت متحرک اسواسطے ٹھہرایا ہے کہ بازبان عرب اور فارس مین علامت تحریک ہے عربی مین
کما قال اللہ تعالیٰ یا اخی اعنی مالیہ ہلک عنی سلطانیہ پس یہہ ہے علامت فتحہ ماقبل ہے اور خود
حالت وقف مین اور فارسی مین جیسے رمہ اور ہمہ اور کہ اور چہ مین کہ ہے محض براے اظہار حرکت
ہے اور لفظ مین داخل نہین جس جگہہ اشباع نہو اور بعضے رسالون مین علامت متحرک شکل میم
لکھی ہے کہ خط نسخ مین سر میم بشکل صفر یا نقطہ بھی لکھا جاتا ہے ۔ **فصل دوم** در کیفیت اعتبار
حرف متحرک و ساکن در شعر و اشارت بہ تقطیع شعر در فصل گذشتہ معلوم شد کہ اجزای اولی شعر حروف
متحرک و ساکن است اکنون گوئیم کہ مراد درین موضع از حروف متحرک و ساکن حروف ملفوظ است نہ حروف
مکتوب و بسیار حروف است کہ مکتوب است و ملفوظ نیست مانند الف در کتابت تازی کہ بعد از واو آمنوا
نویسند و واو کہ در آخر اسم عمرو نویسند و ہمزہ وصل کہ در اثنای کلمات متصل بیکدیگر نویسند و الف در آخر
لفظ انا در غیر حالت وقف و در پارسی مانند واو عطف کہ درمیان دو کلمہ نویسند و حرف یا و ہا کہ در آخر
کے و چہ و نہ نویسند و واو در آخر دو و تو و امثال آن ۔ **فصل** دوسری بیچ کیفیت اعتبار حروف
متحرک و ساکن کے شعر مین اور تقطیع شعر مین فصل گذشتہ سے معلوم ہوا کہ سب اجزا شعر کے حروف
متحرک اور حروف ساکن ہین اب کہتے ہین ہم کہ اس جگہہ مراد حروف متحرک اور حروف ساکن سے
حروف ملفوظ ہین نہ حروف مکتوب اور بہت سے حروف ہین کہ مکتوب ہین ملفوظ نہین مانند الف کی کتابت
تازی مین کہ بعد واو آمنوا کے لکھتے ہین اور مانند واو کے کہ آخر لفظ عمرو مین لکھتے ہین اور مانند
ہمزہ وصل کے درمیان کلمات کے مثل واحکوا کے متصل بیکدیگر واقع ہوتا ہے اور مانند الف کے آخر لفظ
انا مین جب موقوف نہو اور فارسی مین مانند واو عطف کے کہ درمیان دو کلمون کے لکھتے ہین
اور مانند یا اور ہا کے کہ آخر کی اور چہ اور نہ مین لکھتے ہین اور مانند واو کے کہ آخر دو و تو وغیرہ مین

لکھتے ہین جاننا چاہیے کہ عروضیون کو تقطیع مین اون حرفون سے کام ہے جو تلفظ مین آتے ہین
حروفِ مکتوبی غیر ملفوظی سے علاقہ نہین ہے اور مکتوبی غیر ملفوظی عربی مین مثل الف آخر امنوا کہ ہے
اور اس الف کو اسواسطے لکھتے ہین کہ تا فرق ہو درمیان واو جمع اور واو عطف کے اور جس جگہ
صیغہ مین ملا ہوا ہوتا ہے وہان اگرچہ خیال التباس نہین مگر طرداً للباب لکھتے ہین پس واو ملا ہوا صیغے
مین جیسے امنوا مین اور علاحدہ جیسے فاعتبروا مین اور مکتوبی غیر ملفوظی عربی مین واو آخر لفظ عمرو ہے
اور وجہ اس واو کے لکھنے کی یہہ ہے تا یہہ عمرو منصرف عمر بضم عین و فتح میم جو غیر منصرف ہے اوس سے
ملتبس نہو اور مکتوبی غیر ملفوظی عربی مین ہمزۂ وصل ہے کہ درمیان کلمات کے واقع ہوتا ہے
جیسے واتلو علیہم مین اور مکتوبی غیر ملفوظی عربی مین الف آخر لفظ انا ہے غیر حالتِ وقف مین جیسے
نظیری کہتا ہے **مصرع** بدعوی انا صدیق اکبر آوردہ اور حالتِ وقف مین یہہ الف ملفوظ ہوگا
اور فارسی مین مکتوبی غیر ملفوظی واو عطف کا ہے درمیان دو کلمون کے جیسے آمد و شد اس مصرع مین
مصرع کو چہ یار مین رفت و آمد و شد رہتی ہے * اور یا واو ہا لفظ کی اور چہ اور نہ مین شاید زمانۂ قدیم مین
کتابت اس کاف کی بصورت کے تھی ورنہ اس زمانے مین کوئی اسطرح نہین لکھتا اور واو لفظ دو او
تو مین جیسا خواجہ حافظ نے کہا ہے **شعر** صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را * کہ سر بکوہ و بیابان
تو دادۂ ما را * **مصرع** و ہمچنین بسیار حرف ہست کہ ملفوظ ہست و مکتوب نیست مانند واو لہ و یائے دیتا زی و مد الف
اللہ و سموات و ہمزۂ جبرئیل و تنوینات و تشدیدات چہ حرف مشدد مرکب از دو حرف باشد اول ساکن
دوم متحرک و در پارسی مانند الف مد آتش آمد و تشدید از دست اور اسیطرح بہت سے حرف
ہین کہ ملفوظ ہوتے ہین مکتوب نہین ہوتے ہین مانند واو لہ اور یا سے بہ کے عربی مین یہان تک
کہ خاقانی نے تحفۃ العراقین مین قافیہ کیا ہے **شعر** کردلوا نصب در ایوان ہو * تحت لواء آدم
من دونہ * اور الف اللہ کا بعد لام کے اور الف سموات کا بعد میم کے اور ہمزہ جبرئیل کا
اور کتابت جبرئیل کی یون ہی صحیح ہے ہرچند بعضے ایک شوشہ بڑھا کر لکھتے ہین اور تنوینات اور
تشدیدات اسواسطے کہ حرف مشدد مرکب دو حرف سے ہوتا ہے اول ساکن دوسرا متحرک اور
نون تنوین بحقیقت حرف جداگانہ ہے اور پارسی مین مانند الف ممدودہ کے لفظ آب اور آس
مین اور مانند حرف مشدد کے ابتہ مین کہ ان سب مین ایک حرف لکھا جاتا ہے اور دو حرف

ملفوظ ہوتے ہیں حصر و بدانکہ تشدید در پارسی در دو موضع آورند یکی در اصل کلمہ چنانکہ در لفظ غرندہ و برّان
گویند دیگر آنکہ میان دو کلمہ افتد چنانکہ در حرف اول از معطوف یا مضاف الیہ یا کلمہ کہ بای امر و میم نہی
بر وی سابق بود چنانکہ در لفظ مکن و مکن یا حرف بر وی سابق بود کہ در لفظ بیاید مانند واو دو و تو و بای
سہ و نہ و کہ و چہ و لالہ و پردہ و دو غیر امثال این مواضع تشدید قبیح بود و در ہیچ کدام ازین مواضع تشدید
واجب نبود اگر بیارند ہم روا بود و بہر جا چندان کہ در لغت پارسی تشدید کمتر آورند بہتر باشد چہ تشدید
دران لغت اصلی نیست و چون فرق میان حروف ملفوظ و مکتوب ظاہر شد اجزای شعر معین گشت
اور معلوم ہوا کہ تشدید پارسی میں دو جگہہ لاتے ہیں ایک اصلی کلمہ میں جیسا کہ لفظ غرندہ
اور برّان میں کہتے ہیں مثال لفظ غرندہ سے کے نظامی کہتا ہے شعر بتیرہ بغرید ہمن آمد چو ابر *
بغرید ہم سو چو بانگ ہژبر * تبیرہ بر وزن کبیرہ بمعنی نقارہ ہے برّان سے مثال لفظ برّان کی نظامی
کہتا ہے شعر یکی را بفرمود تا زان گروہ * ببرّید سر ہمچو یکپارہ کوہ * اسی طرح ہی تشدید لفظ برّید
کی نظامی کہتا ہے شعر چو برّان شود نامہ با سوی مرد * من آن نامہ را برکشایم نورد * اور اسیطرح
ہی تشدید لفظ درّیدن کی نظامی کہتا ہے شعر بدرّید خفتان زرہ پارہ کرد * عمل ہین کہ فولاد
با خارہ کرد * دوسری تشدید دو کلمون کے درمیان میں لاتے ہین جیسا کہ حرف اول میں معطوف
وہ معطوف علیہ کا آخر حرف ٹھہرا حرف عطف سے کچھ کام نہین جیسے زرّ و سیم اور دُرّ و گوہر اور
چپّ و راست نظامی کہتا ہے شعر بہ پیرایہ و گوہر و زرّ و سیم * بدان جانور داد نزلی عظیم * اور
خسرو کہتا ہے شعر تحفہ آورد ہمہ گرد راست * شد و صف آراستہ از چپّ و راست * اور حرف
اول میں مضاف الیہ سے وہ مضاف کا حرف آخر ٹھہرا جیسے درّ سخن اور سمّ اسپ اور خمّ کمند
نظامی کہتا ہے شعر نخلّ زبان را رطب نوش داد * دُرّ سخن را صدف گوش داد * اور نظامی کہتا ہے
شعر ز سمّ ستوران دران پہن دشت * زمین شش شد و آسمان گشت ہشت * اور نظامی
کہتا ہے شعر بہ نیروی بازو خمّ کمند * درآورد گردن کشان را بہ بند * اور اسیطرح صفت موصوف
میں سعدی کہتا ہے شعر حُرّ مردم و نا مثال زرّ طلاست * کہ ہر کجا کہ رود قدر و قیمتش دانند *
اشرف کہتا ہے شعر در فراقت ببیکسی دزدم تو نو بنظر * اشک از چشم چو دُرّ شبچراغ آید
بُرون * یا وہ کلمہ کہ بے امر کے او میم نہی کا اوس پہ ہو وہان بھی تشدید آجاتی ہے جیسا کہ لفظ

بکن وکن مین مثال اوسکی یہہ بیت ہے شعر بکنج وکن ای بت خوشخرام * بمن دم دیر عیشہ
بلطف دوام * یہہ بھی دو کلمونکی مثال ہے یا ایسا حرف اوس کلمے سے ملحق ہو کہ لفظ مین نہ آسکے
مانند واو کے دو اور تو مین اور مانند ہا کے سہ اور نہ اور کہ اور چہ اور اور پردہ مین مثال اسکی وہی
سمع ہے جو محقق علیہ الرحمہ نے دائرۂ شبہہ مین لکھا ہے مصرع بادہ بمن دہ تو تا ہم یکبار برزن
سریع مستفعلن مستفعلن مفعولات * تشدید بالفظ بمن اور لفظ تما مین یہہ بھی دو کلمونکی مثال ہے
اوران مقامونکی تشدید قبیح ہے اور کسی مقام مین ان مقامونسے تشدید واجب نہین ہے
اگر لائین تو روا ہے اور بالجملہ تشدید جتنی فارسی مین کمتر لائین بہتر ہے اسواسطے کہ تشدید لغت
فارسی مین اصلی نہین ہے اور جب فرق درمیان حرف ملفوظ اور مکتوب کے معلوم ہوا اجزا مصرعے
معین ہوئے تمام ہوا ترجمہ اور مطلب عبارت متن کا اب کہتے ہین ہم کہ اس جگہہ شرح اور حاشیے
مین تازہ تازہ مضامین نظر آئے لہذا عبارتین اونکی بعینہ لکھدین کہ ناظرین کے ملاحظے سے گذر جائین
ح زیر لفظ غرندہ اور بران لکھا ہے کہ ہمچنین در خرم محقق علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ ان مقامونمین (از راہ طعن)
تشدید چاہین لائین چاہین نہ لائین پس لفظ خرم بدون تشدید ہمین دیکھا اور اس عبارت مین
کہ یا حرفی بروی سابق بود کہ در لفظ نیاید ضمیر دی کی طرف بای امر اور میم نہی کی پھیری ہے اور خیال
معنی کا نہین کیا ہرچند وہ ضمیر طرف کلمے کے پھرتی ہے اور اس عبارت پر کہ چنانکہ در حرف اول از معطوف
یا مضاف الیہ یہہ حاشیہ لکھا ہے ح قولہ چنانکہ در حرف اول از معطوف یا مضاف الیہ این قاعدہ
در کتابی بنظر فقیر نرسیدہ و مثالش نیز بدست نیامدہ ہر کہ برین قانون و مثالش ظفر یابد در ہوامش
کتاب افزود منت بر جان ناتوان نہد اما شاید مراد وش از حرف اول معطوف حرفی قبل از واو
یعنی حرف عطف و از اول مضاف الیہ جزو اولش و مثال آرزو و تمنا و زید داود قرار دادہ آید لیکن
اینمعنی ہم وضعیست محقق اور اس عبارت پر کہ یا کلمہ کہ بای امر و میم نہی برو سابق بود چنانکہ در لفظ
بکن و مکن یہہ حاشیہ لکھا ہے ح یعنی در اول کلمہ اش واقع شود نحو یا رب بکن و حرام مکن لیکن مخفی
نماند کہ تخصیص بای امر زائد است بل و ہمچنین نیز یافتہ میشود و مثل شبتو و شبتاز اصلہا شب بو
و شب باز بل در بای عربی و فارسی ہم ادغام دیدہ شد مثل شبیر اصلہ شب پرہ بل در غیر ان نیز مثل
بتر اصلہ بدتر و کلامہ و کذا مثل حقیقت تشدید در حرف اول از معطوف یا مضاف الیہ این است

که واو عطف را بحرف اول معطوف و حرف آخر مضاف الیه بتشدید بیامیزند امثال تشدید در معطوف چنانکه
درین شعر که از مثنوی است **بیت** مرد دانشمند و نادان یکی است + فرق اندر مرد وان این نکی نیست
و اما در مضاف الیه چنانکه گویند غلام زید بتتبع تازی بطریقه غلام الرجل و یای امر و میم نفی را بحرف
مابعد مدغم سازند چنانکه درین شعر مولوی روم که بر ممکن گر تو هستی آدمی + زانکه شیطان را بود کبر و منی + تم کلامه
پس یہ شعر ملحقات مثنوی سے ہے قابل اعتبار نہیں اور اگر ہو تو مثال تشدید درمیان کلمہ کے ہے
م واز فصل گذشته معلوم شده است که حرف مرکب از دو حرف را یکی بیش نباید گرفت **ت** اور
فصل گذشتہ سے معلوم ہوا ہے کہ حرف مرکب دو حرفی مخلوط التلفظ کو مثل خود اور مثل درخویش ایک حرف
سے زیادہ نہ لیا چاہیے **م** و بآنکه اول شعر حرفی ساکن نتواند بود چه ابتدا بساکن ممتنع یا متعذر بود
ت اور جان تو کہ ابتدا شعر کے حرف ساکن سے نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ ابتدا بالسکون زبان عرب
و عجم میں بالاتفاق محال ہے کہتے ہیں کہ لغت سنسکرت اور [illegible] اور انگریزی میں ابتدا بالسکون
ہے پس جب اہل عرب و عجم اون زبانوں میں کلام کرینگے اور اکثر اونکے لہجے کا انسے متعذر ہوگا
اور متعذر بکسر ذال معجمہ مشدد بمعنی دشوار ہے منتخب و کنز اور غیاث سے **م** و درمیان شعر
زیادت از یک ساکن نیفتد چه حروف ساکن چون متوالی شوند سخن را از یکدیگر بریده گردانند
و وزن باطل شود و نیز در نطق آوردن آن در اثنای سخن اقتضای کلفت کند **ت** اور درمیان
شعر کے زیادہ ایک ساکن سے نہیں واقع ہوتا اسواسطے کہ حروف ساکن متوالی سخن کو یکدیگر
بریدہ کرتے ہیں اور وزن باطل ہوتا ہے اور بولنا اونکا اقتضا کلفت کرتا ہے یعنی وزن عروضی
میں درمیان شعر کے دو ساکن نہیں آسکتے اور اگر آسکتے ہیں ایک متحرک ہوجاتا ہے بمقابلہ موزون *
مگر آخر مصرع میں **م** و در تازی زیادت از دو ساکن جمع نشود و در اثنای سخن التقای ساکنین مشتر
از اجتماع یکی از حروف مد با ادغام افتد چنانکه در سارّ یا با غنه چنانکه أنذرتهم و هیچکدام در اثنای
شعر جایز نبود **ت** اور کلمات عربیہ میں زیادہ دو ساکن سے جمع نہیں ہوتے اور اثنای سخن میں
التقاے ساکنین اکثر جمع ہونے ایک حرف مد سے ساتھ ادغام کے ہوتا ہے جیسا کہ لفظ سارّ
میں یا جمع ہونے ایک حرف مد سے ساتھ غنہ کے ہوتا ہے جیسا کہ أنذرتهم میں اور یہ کوئی اثنائے
سخن یعنی وزن عروضی میں جائز نہیں پس التقا بالکسر باہم ہونا اور باہم ملنا اور ایک دوسری کو دیکھنا

کذا فی المنتخب والکنز والغیاث اور ادغام باتکسر ملانا ایک چیز کا بیچ چیز کے اور ادغام دینا کو ٹوٹا کو اور ایک حرف کو دوسرے حرف سے ملانا کذا فی المنتخب والغیاث تقریر یہ ہے کہ عربی میں دو ساکن جمع ہونے ہیں اثناے سخن مین نہ وزن عروضی مین اسعدہ دو مقام ہین ایک یہ کہ بعد مدہ کے ادغام واقع ہوجیسے لفظ سارین کہ الف مدہ کے بعد را مشددہ واقع ہوئی ہے اول ساکن دوسرے متحرک پس دو ساکن جمع ہو اول الف ساکن دوسری رے ساکن اور دوسرا مقام یہہ ہے کہ بعد مدہ کے غنہ واقع ہو جیسا کہ لفظ آنذرتہم مین اصل اسکی ءَاَنذرتہم تھی جب الف اول متحرک اور دوسرا ساکن تھا کیا دو ساکن جمع ہوسے اول الف دوم ساکن دوسرا نون غنہ ساکن ح قولہ آنذرتہم اصلاً انذرتہم بود ادرہمزہ ثانیہ تسہیل یعنی بین بین گیرند ای سیان مخرج ہمزہ و الف خوانند پس گویا کہ ساکن شد وسکون ساکن ثانی یعنی نون ظاہر است پس اجتماع ساکنین متحقق شد تم کلامہ پس جو لفظ گویا ساکن شد خلاف مقام نظر آیا اسواسطے کہ یہان مین ساکن چاہیے لہذا مینے رقعہ مولوی عبدالرزاق صاحب کی خدمت مین لکھا مولوی صاحب نے اوسکے جواب مین یہہ عبارت لکھ بھیجی کہ قرآۃ ءانذرتہم بہ ہفت وجہ مرقوم ہست اول تحقیق ہر دو ہمزہ دوم ابدال ہمزہ ثانیہ بالف سوم تخفیف ہمزہ ثانیہ با قیام حرکت چہارم زیادت الف میان ہمزتین و تخفیف ثانیہ بین بین پنجم حذف ہمزہ استفہام مع حرکتش ششم حذف ہمزہ استفہام و نقل حرکتش بسوی تنوین سوء ہفتم واما در پارسی اجتماع دو ساکن بسیار بود و باشد کہ زیادت از دو ساکن نیز جمع آید و باشد کہ بعضی ازان بحقیقت ساکن نبود ولاکن مجہول الحرکۃ باشد اما دو ساکن چنانکہ در کار و مرد افتد ت واما فارسی مین یعنی اثنای کلمات فارسی مین جمع ہونا دو ساکنون کا بہت ہے مثل کار و مار کے اور کبھی زیادہ دو ساکنون سے بھی جمع ہوتے ہین یعنی تین ساکن جیسے گوشت اور پوست مین اور چار ساکن جیسے خواست مین لیکن حق یہہ ہے کہ واو اور الف مخلوطہ التلفظ لفظ خواست مین بجاے حرف واحد مرکب ہے پس یاد رہے تین ساکن سے ممکن نہین آ کبھی اون مین ساکنون مین بھی بعض بحقیقت ساکن نہین ہوتا مجہول الحرکۃ ہوتا ہے مثل لفظ پارس کے کہ رے پر حرکت ہو دے لیکن دو ساکن جیسے کار و مرد مین ہین وجہ اسکی یہہ ہے کہ بنا لغت فارسی کی اعراب پر نہین لہذا جمع ہونا ساکنون کا بھی اوس مین موجب کلفت نہین مگر وزن مین موافقت موزون بہ ایک سبب ساکن رہے کا ہم و چون اختال این در اثنای شعر افتد حرف اول ساکن و دوم متحرک باید شمرد

چه در وزن در مقابل متحرک افتد مثلا کارکن یا مرد زن بروزن فاعلن باشد بیچ تفاوت و اما سه
حرف چنانکه در لفظ راست و بخت و مورد باشد و همیشه حرف اول از امثال این کلمات از حرف
مد بود پس اگر حرف آخر متحرک شود بعضی ازین سه حرف را بجای دو حرف بکار دارند یکی ساکن
و دیگر متحرک و یک حرف در عبارت نیارند مثلا راست گو بروزن فاعلن گویند و بعضی هر سه حرف
در عبارت آرند تا راست گو بروزن مفتعلن شود و اگرچه بر وجه اول از گرانی خالی نبود اما دوم گران تر
باشد و شعرا بیشتر بر وجه اول استعمال کنند ت اور جب امثال انکی اثنائے شعر مین واقع
ہوتی ہے یعنی وزن عروضی مین حرف اول کو ساکن اور دوسرے کو متحرک کرتے ہین اسواسطے
کہ وزن مین مقابل متحرک کے متحرک چاہیے مثلاً کارکن یا مرد زن کو بروزن فاعلن کہتے ہین
بے تفاوت لیکن جب تین حرف ساکن جمع ہون جیسے لفظ راست اور بخت اور مورد مین ہین
اور حرف اول انکا ہمیشہ حروف مد سے ہوتا ہے پس اگر آخر انکا متحرک ہو بعض ان تینون حرفون کو
بمقام دو حرفون کے استعمال کرتے ہین ایک ساکن دوسرا متحرک اور ایک حرف کو عبارت
مین حذف کرتے ہین مثلاً راست گو کو بروزن فاعلن کہتے ہین حرف تا کو حذف کرتے ہین
اور بعض سب حرفون کو عبارت مین لاتے ہین اور راست گو کو بروزن مفتعلن کہتے ہین ہر چند
پہلی وجہ بھی یعنی راست گو بروزن فاعلن ثقالت سے خالی نہین مگر وجہ دوسری یعنی راست گو
بروزن مفتعلن ثقیل تر ہے اور شعرا نے اکثر وجہ اول اختیار کی ہے پس قول محقق مرد زن
یا بمعنی مرد زن کہیے یا بحذف عاطف بمعنی مرد و زن کہیے اور مورد بضم اول اور سکون ثانی مجہول
اور ثالث اور دال ابجد نام ایک درخت کا ہے کہ اوسکو آس کہتے ہین اور پتے اوسکے نہایت
سبز ہوتے ہین اور طراوت رکھتے ہین اور دواؤن مین کام آتے ہین اور بسبب سبزی کے
اور طراوت کے اونکو زلف اور گیسوے محبوب سے نسبت دیتے ہین اور بعضی جہرو نگین
بھی آیا ہے کذا فی البرہان ص و اگر حرف آخر متحرک شود خالی نبود ازانکه بعد از وی متحرکی دیگر آید
یا ساکنی آید اگر متحرکی آید چنانکه گویند مثلا راست و کژ در ینصورت وندیدن کهحرف در عبارت گران
بود از آوردن همه بخلاف صورت اول و سبب آنست که در صورت اول دو حرف بازای حرفی متحرک
افتاد و حرف متحرک بحقیقت هم دو حرف است اما اینجا دو حرف بازای حرفی ساکن می افتد پس عبارت

ازان بر وزن مفتعلن ہرچند از گرانی خالی نیست اما بر وزن فاعلن بسیار گران تر باشد درینصورت
شعرا وجہ اول را اختیار کردہ اند **ست** اور اگر حرف آخر انکا متحرک ہو اس مین دو صورتین ہین
کہ بعد اس متحرک کے یا حرف ساکن آئے گا یا حرف متحرک آئے گا مثلاً کہین راست وکژ کہ واو عاطفہ بجاے
حرکت کے ہے تے پر اور بعد اس تا کے متحرک کے کاف کژ کا متحرک آیا ہے اس صورت مین
حذف کرنا ایک حرف کا عبارت مین ثقیل تر ہے سب کے قائم رکھنے سے یعنی اوسکو بروزن مفتعلن
کہین گے نہ بروزن فاعلن اور یہ مشکل خلاف صورت اول کے ہے کہ راست گو بروزن فاعلن
بہتر سمجھا اور راست وکژ بروزن مفتعلن بہتر ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ صورت اول مین یعنی
راست گو کو بروزن فاعلن کہنے مین دو حرف بمقابلے ایک حرف متحرک کے پڑے یعنی سین
اور تے کہ دونون ساکن ہین بمقابلے عین متحرک فاعلن کے واقع ہوئے اور حرف متحرک بھی حقیقت
مین دو حرف ہین ایک حرف صامت اور ایک حرف مقصود یعنی حرکت عین کی پس دونون مقابلے مین
برابر ٹھہرے اور اس جگہ یعنی راست وکژ کو بروزن فاعلن کہنے مین دو حرف بمقابلے ایک حرف
ساکن کے پڑتے ہین یعنی الف اور سین راستا وکژ کا بمقابلے الف فاعلن کے پڑتا ہے پس راست
وکژ کو بروزن مفتعلن کہنا اگرچہ گرانی سے خالی نہین مگر بروزن فاعلن کہنا ثقیل تر ہے کس واسطے کہ
حال بروزن فاعلن کہنے کا بیان ہو چکا اور بروزن مفتعلن کہنے مین دو حرف ساکن یعنی الف اور
سین راستا وکژ کا بمقابلے ایک حرف ساکن اور ایک حرف متحرک کے پڑتا ہے اور وہ فے اور تے مفتعلن
کی ہے اس صورت مین شعرا نے بہ نسبت وجہ اول اختیار کی ہے کہ راست وکژ کو بروزن مفتعلن کہتے
ہین اور یہ وجہ اول کہنا نظر بہ عبارت اخیرہ ہے **قسم دوم** اگر بعد از حرف متحرک حرفی ساکن آید چنانکہ
لفظ راستی مثلاً حکمش ہمان بود کہ در دو حرف ساکن متوالی گفتہ آمد و درینصورت کلمہ زائل
شود و این حکمہا جملہ حکم وقوع این حرفہا است درمیان شعر اما اگر در آخر شعر افتد ہر چہ مجہول الحرکة
بود ساکن بشمرند و یک ساکن و دو ساکن در آخر اشعار را اعتبار نکنند و اگر زیادت بود آنرا اعتبار
نبود و در حکم محذوف باشد انتہی حکم حروف ساکن **ست** اور اگر بعد اوس حرف متحرک کے
جو راست اور تخت وغیرہ مین بالفعل متحرک ہوا ہے ایک حرف ساکن آئے جیسا کہ لفظ راستی
مین ہے حکم اوسکا وہی ہے کہ دو حرف ساکن متوالی مین بیان کیا گیا کہ بروزن فاعلن ہوگا اول

ساکن رہیگا دوسرے حرف ساکن کو متحرک کرینگے اور کلفت باقی نرہیگی اور یہہ احکام حرفونکے
جو بیان کیے تب جاری ہونگے جب یہہ حرف درمیان شعر کے پڑین مگر جسوقت یہہ حرف آخر شعر مین
پڑینگے یعنی یہہ حرف آخر شعر مین پڑین یا وہ کلمے کہ جنمین یہہ حرف ہون آخر شعر مین پڑین جو حرف
کہ مجہول الحرکۃ ہوگا اوسکو ساکن شمار کرینگے جیسے تے لفظ پارس مین مجہول الحرکۃ ہے اوسکو
ساکن شمار کرینگے اور ایک ساکن اور دو ساکن آخر اشعار مین اعتبار کرتے ہین ایک ساکن جیسے لفظ
شود اور رود مین ہے اور دو ساکن جیسے لفظ کرد اور مرد مین ہین اور جو ساکن اسنے زیادہ ہے
اوسکا اعتبار نہین حذف ہوگا جیسا کہ سوخت اور ساخت اور خواست اور پارس مین یہان تک
بیان حروف ساکن کا تھا اب حال حروف متحرک کا سنو **هم** اما حروف متحرک متوالی در شعر تازی زیادہ
از چہار مستعمل ندارند و چہارم بطریق زحف افتد و گران شمرند **ت** لیکن حروف متحرک متوالی
شعر تازی مین زیادہ چار سے مستعمل نہین جانتے اور چوتھا بطریق زحاف کے پڑتا ہے مثل
فَعِلَتُن کے کہ مستفعلن سے بعد خبن اور طے کے بنتا ہے مگر اوسکو بھی ثقیل جانتے ہین زحف
بالفتح چلنا کودک کا بزانو اور چلنا حیوان کا بشکم یا زحف وہ تیر کہ زمین پر گر کے نشانے پر پہونچے
زحاف بالکسر گرنا اور ساقط ہونا شعر مین ایک حرف کا دو حرفون سے کذا فی المنتخب اور استعمال
مین زحاف بہت ہے **هم** و در شعر پارسی زیادت از سہ مستعمل نیست و سہ متحرک متوالی ہم اصلی نباشد
و بطریق زحف افتد و تخفیف را تسکین اوسط جائز دارند چنانکہ بعد ازین گفتہ آید و آخر ہیچ شعر
نہ بتازی و نہ بپارسی متحرک نشاید چنانکہ اول ساکن نشاید و این جملہ باید کہ مقرر باشد تا در تقطیع
اشعار اعتبار کردہ شود **ت** اور شعر فارسی مین زیادہ تین حرف متحرک متوالی سے مستعمل نہین
ہین بسبب خفت زبان فارسی کے وہ بھی اصلی نہین ہوتے بطریق زحاف کے پڑتے ہین مثل
فَعِلاتن کہ فاعلاتن سے بعد خبن کے بنتا ہے اور اسمین بھی تخفیف کے واسطے تسکین اوسط
جائز ہے جیسا کہ بعد اسکے بیان ہوگا چنانچہ اشعار مین جہان وزن فعلاتن یا فعلن کا بحرکت عین
واقع ہوگا وہان ساکن کرنا اوسط کا روا ہے اور اوس مقام پر کلمہ ساکن الاوسط کا لانا درست ہے
اگر وزن مین خلل نہ پڑے شبہہ نہو کہ ہر جگہہ تسکین اوسط جائز ہے بلکہ بعض مقام پر تسکین اوسط
جائز نہین جیسا کہ رمضان کو بسکون میم کہین گے اور آخر کسی شعر فارسی اور تازی کا متحرک نچاہیے

جیسا کہ اول شعر سا کن نکالا ہے اور سب قاعدے چاہیے کہ یاد ہون تا تقطیع مین کام آئین اور معتبر
ہون هم و تقطیع شعر عبارت ہست از تحلیل شعر بارکانی کہ ازان مولف باشد و برابر کردن حروف ہر رکنی
با حروف اصلی آن رکن بحذف زوائد غیر ملفوظ و اگرچہ مکتوب باشد و اثبات آنچہ ملفوظ باشد و اگرچہ مکتوب
نباشد ت اور تقطیع شعر کی عبارت ہے تحلیل شعر سے اوسکے ارکان مولفہ پر یعنی برابر کرین الفاظ
شعر کو اوسکے رکنون سے اور مقابل کرین حروف ہر لفظ کو ساتھ حروف اصلی اوس رکن کے اور
حذف کرین زوائد غیر ملفوظ کو اگرچہ مکتوب ہون اور ثابت رکھین حروف ملفوظ کو اگرچہ مکتوب نہون
تحلیل کھولنا ایک چیز کا اور کسی جگہہ اوترنا اور سفائی کرنا کسی چیز کا اوٹھانے سے اور اصطلاح معماین
دو حصے کرنا ایک چیز کا یا زیادہ کذا فی الغیاث هم مثلاً تقطیع این بیت بنام خداوند جان و خرد +
کزین برتر اندیشہ برنگذرد + بدینمنوال نوشتہ اند بنامی خداون دجانو خرد کزی برتر ندی شہ برنگ
ذرد فعولن فعولن فعولن فعل فعولن فعولن فعولن فعل ت مثلاً تقطیع اس بیت کی اسطرح لکھی ہے
بنامی فعولن خداون فعولن دجانو فعولن خرد فعل کزی بر فعولن ترندی فعولن شہ برنگ فعولن ذرد فعل
هم و ازینجا معلوم می شود کہ تا بحرا و وزنہا و ارکان آن ندانند تقطیع ممکن نباشد چہ این بیت ہمچنانکہ
برین وزن کہ فعولن فعولن فعولن فعل دو بار تقطیع توان کرد برین وزن نیز کہ مفاعیل مستفعلن فاعلن دو بار
تقطیع توان کرد و برین وزن نیز کہ فعولن مفاعیل مستفعلن دو بار ہم تقطیع توان کرد تا ندانند کہ کدام بحر است و ارکان
آن چیست میان آنچہ تقطیع حقیقی بود و آنچہ وزن بود آن تقطیع بود امتیاز ممکن نباشد ت اور یہان سے معلوم ہوتا
کہ جب تک بحر ذکلو اور اوسکے اوزان اور ارکان کو نجانین تقطیع ممکن نہین ہے اسواسطے کہ اس بیت کی تقطیع جیسے بروزن
فعولن فعولن فعولن فعل دو بار کہ بحر متقارب ہے کرتے ہین بروزن مفاعیل مستفعلن فاعلن دو بار بھی تقطیع
کر سکتے ہین اور بہ وزن فعولن مفاعیل مستفعلن دو بار بھی تقطیع ہو سکتی ہے جب تک نجانین کہ یہہ کون
بحر ہے اور ارکان اسکے کیا ہین امتیاز تقطیع حقیقی اور غیر حقیقی مین ممکن نہین ہے هم **فصل سوم** در
اجزای ثانیہ شعر کہ از حروف متحرک و ساکن مولف شود ت **فصل** تیسری اجزای ثانیہ شعر مین کہ حروف
متحرک اور حروف ساکن سے تالیف دیے جاتے ہین معلوم ہو کہ فصل اول مین محقق علیہ الرحمہ نے
فرمایا تھا کہ اجزاے اولے شعر کے حروف اور حرکات ہین لہذا اس فصل مین فرماتے ہین کہ اجزاے
ثانی شعر کے مولفات حروف متحرک و ساکن ہین اور یہہ تالیف کئی طرح پر ہوتی ہے دو حرفی اور

سہ حرفی اور چہار حرفی اور پنج حرفی لہذا فرماتے ہین اول تالیفی کہ نہ جیسا کہ صاحب میزان نے قیاس
کیا ہے اور لکھا ہے ح قولہ اجزای ثانیہ یعنی باعتبار لغت ز الا باعتبار عروض ہمین اسباب و اوتاد
اجزای اول ہست ولہذا گفتہ اول تالیفی کہ تم کلامہ قال م اول تالیفی کہ حروف را ممکن شود تالیف از
دو حرف بود و آن مؤلف را سبب خوانند ولا محالہ حرف اول متحرک باید پس اگر حرف دوم ساکن بود
آنرا سبب خفیف خوانند و آن مساوی مقطع ممدود باشد و اگر متحرک بود آنرا سبب ثقیل خوانند ست پہلی
تالیف کہ حروف سے ممکن ہوتی ہے دو حرف کی تالیف ہے اور اوس مولف کو سبب کہتے ہین اور لامحالہ
حرف اول متحرک چاہیے کہ ابتدا بالسکون محال ہے پس اگر حرف دوسرا ساکن ہو وہ سبب خفیف ہے
اور مساوی مقطع ممدود کی ہے یعنی حرف مصمت با مدہ مثل ا و اور ای کے اور اگر حرف دوسرا متحرک ہو
اوسکو سبب ثقیل کہتے ہین اسواسطے کہ ایک متحرک اور ایک ساکن کا ملنا خفیف ہے اور دونون متحرکو نکا
ملنا بہ نسبت اوسکے البتہ ثقیل ہے اور سبب بفتحتین رسن کذا فی المنتخب اور وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ عرب
بیت شعر کو گھر سے نسبت دیتے ہین اور گھر عرب کا بیشتر خانہ خیمہ ہوتا ہے کہ رسن اور میخ سے قیام پذیر
ہوتا ہے لہذا ان اجزا کا سبب اور وتد نام رکھا کہ قیام شعر کا انسے ہے م و در اصل شعر فارسی سبب ثقیل
مستعمل نیست از جہت آنکہ چون سبب ثقیل بجزوی دیگر پیوندد سہ متحرک یا زیادہ متوالی شود و وقوع آن
در شعر فارسی چنانکہ گفتیم از اعتدال خارج است ست اور اصل شعر فارسی مین یعنی ارکان عروض
فارسی مین کہ وہ فعولن اور فاعلاتن اور مفاعیلن و مستفعلن اور مفعولات ہین سبب ثقیل مستعمل نہین ہے
اس جہت سے کہ جب سبب ثقیل کسی جزو اور سے ملے گا تین متحرک متوالی یا زیادہ تین سے جمع ہونگے
اور وقوع اوسکا شعر فارسی مین جیسا کہ کہا ہمنے اعتدال سے خارج ہے اور یہی وجہ ہے کہ چکنم اور
نشنود وغیرہ مین تسکین اوسکا کر لیتے ہین صاحب میزان نے لفظ اصول سے چشم پوشی کی اور
اپنے زعم مین یہہ معنی سمجھے کہ لغت فارسی مین سبب ثقیل نہین آیا لہذا یہہ حاشیہ لکھا ح قولہ در اصل
شعر فارسی سبب ثقیل مستعمل نیست مخفی نماند کہ اہل فن گفتہ اند کہ ہاء مختفی بلفظ ہمہ و رمہ و امثال آنہا
بکتابت محض برای اظہار حرکت است در تلفظ دخل ندارد پس ترکیب آنہا محض از دو حرف متحرک است
و آن سبب ثقیل است بل بعضی از ثقات عروضیان نیز مثل شمس قیس صاحب معیار عجم و مولانا جامی
بر همین تصریح کردہ اند و آنچہ مصنف علام در وجہ عدم استعمال سبب ثقیل میفرماید کہ وقوع سہ حرکت

متوالی کہ از اجتماع سبب ثقیل و متحرک دیگر متصور است از اعتدال خارج است و حوالہ بتامل ساختہ عجب است چہ آنچہ سابق آوردہ ہمین قدر است کہ در شعر فارسی زیادہ از سہ متحرک مستعمل نیست و این کلام خود مجوز متحرکات ثلثہ است و آنچہ گفتہ است سہ متحرک متوالی ہم اصلی نباشد معنیش آنست کہ در اصل افاعیل و تفاعیل یعنی در وزن یافتہ نمیشود الا بعد زحاف و این معنی منافی وقوع سبب ثقیل نیست یا آنکہ کدام کلمہ مفرد مشتمل بر حرکات ثلثہ متوالیہ یافتہ نمی شود اما انتفاع اجتماع سہ حرکت از ترکیب با کلمہ دیگر از ان لازم نمی آید الا لسباری از کلمات مثل دل من و نکنم بحرکات ثلثہ موجود تم کلامہ اور شرح مین بھی اس قول کو مردود کیا ہے چنانچہ یون لکھا ہے ش عجب است از فہم صاحب میزان کہ انتفای سہ متحرک متوالی را از قول مصنف نسبت با فاعیل و تفاعیل خود میگوید و باز راہ کجی میرود الی آخرہ ھم و تالیف دوم از سہ حرف بود و آنرا وتد خوانند و ہر سہ متحرک نشاید چنانچہ گفتہ آمد و حرف اول لامحالہ متحرک باشد پس اگر دوم ساکن بود سوم متحرک باید چہ دو ساکن نشاید کہ در اثنای سخن جمع شود و آن مولف را وتد مفروق خوانند و اگر دوم متحرک بود سوم ساکن آنرا وتد مجموع خوانند ت اور دوسری تالیف تین حرفون سے ہوتی ہے اوسکو وتد کہتے ہین پس تین حرف متحرک نچاہیے جیسا کہ کہا گیا کہ توالی سہ حرکات اصول افاعیل مین نہین اور حرف اول لامحالہ متحرک ہوگا کہ ابتدا بسکون محال ہے پس اگر دوسرا ساکن ہو تیسرا متحرک چاہیے اسواسطے کہ دو ساکن اثنای سخن مین جمع نہین ہوتے اور اوس مولف کو وتد مفروق کہتے ہین اور اگر دوسرا متحرک ہو تیسرا ساکن اوسکو وتد مجموع کہتے ہین وجہ تسمیہ وتد کہ لغت مین بمعنی میخ ہے مثل وجہ تسمیہ سبب ہے کہ بیان اوسکا ہو چکا اور وجہ تسمیہ مفروق یہہ کہ فرق درمیان دو متحرکون کی بسبب سکون کی ظاہر ہے مثل قال اور باع اور گفتہ اور رفتہ کے اور وجہ تسمیہ مجموع یہہ کہ دو حرکتین متوالی جمع ہوتی ہین مثل دعا اور دوا کی اور اس جگہہ جاننا چاہیے کہ بعض عروضیان پارس نے سبب کو تین قسم پر کہا ہے خفیف اور ثقیل اور متوسط سبب متوسط ایک حرف متحرک دو ساکن جیسے کار و بار اسیطرح وتد کو بھی تین قسم پر کیا ہے مجموع اور مفروق اور کثرت وتد کثرت دو متحرک اور دو ساکن جیسے نہان اور عیان اور فاصلے کو بھی تین قسم پر کہا ہے صغرے اور کبرے اور عظمے فاصلہ عظمے پانچ متحرک ایک ساکن جیسے بشکنمش گر در تفعین پر ظاہر ہے کہ حاجت باعتبار زوایدکی نہین ہے ھم و تالیف زیادہ ازین متحمل باشد بتالیف از دو دو یا سہ سہ

بازہر دو پس اول تالیفی کہ شعر را باشد از اسباب باشد یا از اوتاد و مثال ہر چہار بہ پارسی این بیت
بر سبب خفیف سر سبب ثقیل عمد وتد مفروق بنی وتد مجموع و علامات ہر یکی از دوائر بر قیاس
آنچہ گفتیم معلوم باشد و ما اسباب و اوتاد را اجزا میخوانیم چہ اجزای اولی کہ حروف و حرکات اند
بشعر خاص نیستند **ت** اور تالیف زیادہ اس سے فارسی مین منحل او منجر ہوتی ہے طرف دو
دو اور تین تین کے یا طرف دو مین کے یعنی طرف اسباب کے یا طرف اوتاد کے یا طرف سبب
اور وتد کے پس اول تالیف کہ شعر مین ہوتی ہے اسباب یا اوتاد سے ہوتی ہے اور مثالین
چارون کی یعنی سبب خفیف اور سبب ثقیل اور وتد مجموع اور وتد مفروق کی فارسی مین یون ہین
بر سبب خفیف سر سبب ثقیل عمد وتد مفروق بنی وتد مجموع اور علامت ہر ایک کی دوائر مین جیسا کہ
کہا ہے ہمنے معلوم ہوگی یعنی کہا ہمنے کہ الف مقابل ساکن کے اور دائرہ کوچک مقابل متحرک کی پس
جس جگہ کہ دو دائرے اور بعد اوسکے الف ہو وتد مجموع ہے اور اگر الف درمیان دو دائرے کے
ہو وتد مفروق ہے اور اگر فقط دو دائرے ہون سبب ثقیل ہے اور اگر ایک دائرہ اور ایک الف ہو
سبب خفیف ہے اور ہم اسباب و اوتاد کو اجزا کہتے ہین اسواسطے کہ اجزاے اولے کہ حروف و حرکات
ہین شعر کے لیے خاص نہین ہین لغات اور قرأت مین بھی ہوتے ہین پس حقیقت مین یہی اسباب
و اوتاد اجزاے شعر ٹھہرے منحل بضم اول و حاء مہملہ مفتوح و تشدید لام کشادہ ہونے والا کذا فی منتخب
والغیاث اور صاحب میزان نے لکھا ہے **ح** قولہ تالیف از زیادہ ازین قول انکار فاصلہ معلوم
می شود چہ متبر بیش آنرا ہم با جزای اولی شمار کردہ اند تمام کلامہ معلوم ہو کہ یہہ غلط فہمی ہر کسواسطے کہ
محقق علیہ الرحمہ نے یہان تک احوال مولفات فارسی کا بیان کیا اور البتہ اصول فارسی مین فاصلہ
نہین اور بعد اسکے جب مولفات تازی بیان کیے دونون فاصلونکو تازی مین لکھہ کر لکھا کہ ہر دو
نہ از ان تالیفات اول باشند یعنی فاصلون کی تالیف تازی مین مولفات فارسی سے جداگانہ ہے
اور تالیف ثانی سے ہے **ھم** و در عروض تازی مولفی کہ از چہار حرف بود سہ متحرک و چہارم ساکن فاصلہ صغرے
خوانند مثالش فعلن و آن مولف اند و سبب بود اول ثقیل و دوم خفیف و مولفی را کہ از پنج حرف
بود چہار متحرک و پنجم ساکن فاصلہ کبرے خوانند مثالش فعلتن و آن مولف از سببی ثقیل و وتدے
مجموع بود و ہر دو نہ از ان تالیفات اول باشند **ت** اور عروض تازی مین وہ مولف کہ چار حرف سے

ہو تین متحرک اور چوتھا ساکن اوسکو فاصلۂ صغرے کہتے ہین مثال اوسکی فعِلُن ہے اور وہ تالیف
دو سبب سے تھی فارسی مین اول ثقیل دوم خفیف اور وہ مؤلف کہ پانچ حرف ہو چار متحرک اور پانچوان ساکن
اوسکو فاصلہ کبرے کہتے ہین مثال اوسکی فعِلَتُن ہے اور وہ تالیف ایک سبب ثقیل اور ایک وتد مجموع
سے تھی فارسی مین اور یہہ دونون تالیفین فاصلون کی تالیف اول سے نہین ہین یعنی تالیف فاصلہ
مؤلفات فارسی سے علاحدہ ہے اور تالیف ثانی ہے حاصل یہہ کہ بعضے عروضیون نے فاصلے کو
معتبر جانا ہے اور بعضون نے نہین جانا ہے محقق علیہ الرحمہ اس جگہہ قول فیصل لکھتے ہین کہ تالیفین
تین ہین ایک دو حرف کی دوسری تین حرف کی تیسری چار حرف اور پانچ حرف کی اور ان
تینون کی دو قسمین ہین اول تالیف اول و دوم کہ وہ مشترک ہے پارسی اور تازی مین اور دوسری قسم
تالیف چار حرفی اور پنج حرفی کی کہ وہ خاص ہے تازی مین پس اعتبار فاصلے کا فارسی مین نچاہیے
کہ جب اصول فارسی مین سبب ثقیل نہین ہے تین حرکتین کیونکر ہونگی اور اثنای شعر فارسی مین جو
آجاتی ہین اعتدال سے خارج ہین یعنی اصول فارسی سے باہر ہین اور اعتبار فاصلے کا تازی مین
چاہیے کہ اصول تازی مین فاصلہ داخل ہے مثل متفاعلن اور مفاعلتن کے کہ اسمین مُتَفَا اور عَلَتُن
فاصلے ہے پس تالیف چار حرفی اور پنج حرفی تالیف ثانی سے ہے اور تازی مین معتبر ہے بعضون نے
فاصلے کو فاضلہ بضاد معجمہ لکھا ہے اور بعضون نے فرق درمیان دونون فاصلونکے بصاد مہملہ اور
ضاد معجمہ کیا ہے اور بعضے قائل بفاصلۂ ثالث ہوئے ہین اور اوسکو فاصلۂ عُظمے کہتے ہین پانچ
متحرک اور ایک ساکن مگر یہہ نہایت ناپسندیدہ ہے اور اس مقام پر صاحب میزان نے یہہ حاشیہ
لکھا ہے ح تولد در عروض تازی الی آخرہ وجہ تخصیص اعتبار فاصلہ در عروض تازی معلوم نشود
بلکہ بسیاری از عروضیان عجم نیز قائل ہر دو فاصلہ بودہ اند و بعضی منکر آن فرق اینقدر است کہ در اصل
افاعیل فارسی فاصلہ صغری ہم مستعمل نیست بخلاف عربی کہ دران فاصلہ صغری مستعمل ہست مثل متفا و علتن
در متفاعلن و مفاعلتن اما اینقدر کافی نیست چہ برین تقدیر اعتبار فاصلہ کبری را وجہی ہم نمیرسد
معہذا الکلام در اکتفا بنسبت موزونات است و شک نیست کہ اعتبار اسباب و اوتاد مُغنی از فاصلہ است
و برای وزن ہمہ موزونات کافی است و لہذا اخفش بعد از خلیل وجودش را منکر گردیدہ و گفتہ کہ
فاصلہ صغری بحقیقت سبب ثقیل و خفیف ہست و فاصلہ کبری سبب ثقیل و وتد مجموع است پس فاصلہ را

از اجزای اولیه قرار داون معنی ندارد و غایت ما یقال از جانب خلیل و پیروانش که قایل بوجود فاصله
بوده اند آنکه چون خلیل بنای اوزان عروضی بلطو وزن حرف نهاده وتند فا و عین ولام را در همه اوزان
بکار برده و در کلام عرب کلمۂ چهار حرفی با سه حرکت متوالی و پنج حرفی با چهار حرکت متوالی نیز یافته می شد
نه زیاده ازان مثل فَرَسٌ و غَضَبُهٗ لهذا برای وزن این هر دو فاصله قرار داونند و از ینجاست که در دائره
مؤتلفه در لفظ متفاعلن و مفاعلتن بشروع از سبب خفیف کرده بحر ثالث بر بنیا ورده یعنی از فا دتن وزن
تن مفاعل و فاعلن ست بحرکت آخر قرار نداده اند اما این قول مخدوش است باینکه اگر مدار اعتبار
اجزای اولیه شعر بر اوزان مختلفه اصلیه عرب ست پس بسیار اسما است از ثلاثی و رباعی و خماسی مثل جعفر
و بر تن و در هم و قمطر که اجزای مذکوره وزن انش نمیتوانند شد و عدم انفکاک بحر از سبب خفیف مذکور نیز دلیل
عدم ترکیب از سببین نیست چه آن بجهت عدم استعمال ست بل مصنف علام از بعضی عروضیان انفکاکش
را هم نقل کرده و وزنش فاعلاتک آورده کما سیاتی اور دوسرا حاشیہ یہہ لکھا ہے ح قوله هر دو
نه ازان تالیفات اول اشارت است بعدم احتیاج اعتبار فاصله تمہ کلامہ پس عاقل بصیر پر ظاہر ہے
کہ اس حاشیے کو مطلب کتاب سے کیا واسطہ اور ایک جگہہ لکھتے ہین کہ ازین قول انکار فاصله معلوم
می شود اور دوسری جگہہ لکھتے ہین کہ وجہ تخصیص فاصله در عروض تازی معلوم نمی شود تیسری جگہہ
لکھتے ہین اور خود قائل ہوتے ہین کہ در عربی فاصلۂ صغری مستعمل است چوتھی جگہہ لکھتے ہین کہ اعتبار
فاصله کبری را وجهی بهم نمیرسد پانچوین جگہہ لکھتے ہین کہ سہ حرکت متوالی و چهار حرکت متوالی در عرب
مستعمل است چھٹی جگہہ لکھتے ہین کہ فاصله را از اجزای اولیه قرار داون معنی ندارد حال آنکہ محقق علیہ الرحمہ
فاصله کو تالیف ثانی کہا ہے ساتوین جگہہ لکھتے ہین کہ وجہ عدم انفکاک بحر از سبب خفیف در دائرۂ مؤتلفہ
عدم استعمال است کیا بحر غیر مستعمل دائرے سے نہین نکالتے بلکہ نکال کر غیر مستعمل لکھہ دیتے ہین ایک
حاشیے کا یہہ حال ہے بس ایسے کلام بخود انہ معلوم ہوتے ہین اور یہہ عبارت دوسرے حاشیے کی
کہ هر دو نه ازان تالیفات اول باشند اشارت ست بعدم احتیاج اعتبار فاصله اوس قبیل سے ہے
کہ کوئی کہے فلان کس آنکھہ نہین رکھتا دوسرا کہے یہہ اشارہ ہے طرف بینائی کے برعکس نہند نام
زنگی کافور هم و عادت عروضیان آن باشد که درین موضع ابیات مرکب ازین اجزا ایراد کنند برین تقدیر از سبب
از سبب خفیف تازی بیت اِسْمَعْ مِنِّي يَا ابْنَ الدُّنْيَا ✦ اَعْمَلْ خَيْرًا تَجْزِ حُسْنًا ✦ رکن مجزون سکن

یا رجز مطوی مسکن یا رمل مخبون مسکن یا ہزج مکفوف مخنق و پارسی بیت یا ری گزین دوری جوید ❊ عشقش زی من تا کی پوید ❊ و از سبب ثقیل تنہا شعر محال است اما نثر تازی چنین بود و لدک یک و تد اثر ہمک بجہدہ و طلب برکتہ ربتیمک و پارسی چنین ❊ پسر تو زجہ نشد نیل ہنر تو ❊ کہ ہنر تو بہ زبرکت پدر تو ست اور عادت عروضیوں کی یہہ ہے کہ اس جگہہ ابیات مرکب ان اجزا سے وارد کرتے ہیں یعنی تنہا سبب اور تنہا وتد اور تنہا فاصلہ مین شعر کہی ہین شعر سبب خفیف کا عربی مین یہہ ہے ؎ اِسْمَعْ مِنّیِ یَا ابْنَ الدُّنْیَا ❊ اِعْمَلْ خَیْرًا تَزْدَدْ حُسْنًا ❊ ترجمہ یہہ ہے سن مجھسے اے فرزند دنیا کے کر نیکی بکہ زیادہ ہو تو از روے نیکی کے تزدد اصل مین تزتود تھا باب افتعال سے تے کو دال سے بدل کیا بعد اوسکے واو متحرک ما قبل اوسکے مفتوح واو کو الف سے بدل کیا اجتماع ساکنین کا ہوا درمیان الف اور دال آخر کے الف گر گیا کسواسطے کہ دال آخر ساکن ہو لی السبب اسکے کہ یہہ مضارع جواب امر مین ہے اور جو مضارع جواب امر مین پڑتا ہے آخر اوسکا ساکن ہوتا ہی اور یہہ رکعش مجنون مسکن ہی یعنی متدارک مجنون مسکن رکن اصلی فاعلن تھا خبن سے الف گر گیا فعلن بتحریک عین رہا بعد اوسکے تسکین سے عین ساکن ہو فعلن رہا پس فعلن چار بار تقطیع اس شعر کی ہے اور اس شعر کی تقطیع رجز مطوی مسکن اور رمل مخبون مسکن اور ہزج مکفوف مخنق سے بھی ہو سکتی ہے کسواسطے کہ رجز مطوی مسدس محذوف العروض والضرب یہہ وزن ہے مفتعلن مفتعلن فعلن جب اسکو مسکن کیجیے مفعولن مفعولن فعلن ہو جاے پس وہی وزن ہے اور بیان رجز مین محقق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مین ہر مرتبہ ایک سبب کم کرنے سے ایک وزن ہو جاتا ہے اور رمل مخبون مسدس محذوف العروض والضرب یہہ وزن ہے فعلاتن فعلاتن فعلن جب اسکو مسکن کیجیے مفعولن مفعولن ہو جاے پس وہی وزن ہے اور یہہ وزن اوزان رمل مین داخل ہے اور ہزج اخرب مسدس محذوف الضرب والعروض یہہ وزن ہے اور بیان اوزان مین داخل ہے مفعول مفاعیل فعولن جب اسکو مسکن کیجیے مفعولن مفعولن فعلن ہو جاے پس وہی وزن ہے مگر بیان جو محقق علیہ الرحمہ نے ہزج مکفوف مخنق کہا ہے اوسکی صورت یہہ ہے کہ مفاعیل مفاعیل مفاعیل کو کہ مکفوف ہین جب دایرے مین لکھے جائین اور مخنق کرین اسطرح کہ لام آخر رکن میم اول رکن سے ملے تو یہہ وزن ہو جاے مفعولن مفعولن پس جب اسکو محذوف کرین وہی وزن ہو جاے

صاحب شرح کے ذہن مین یہہ مطلب نگذرا لہذا یہہ لکہا ش لفظ مکفوف با ہزج غلطی کاتب ہست
زیراکہ فقط مخنق فاعیلن مفعولن ہست و مکفوف آن فاعیل باشد کہ بروزنش مفعول آید و در ینجا مفعولن
بکار است تم کلامہ حال آنکہ تخنیق اول رکن مین نہین آتا تخنیق کو بعضون نے بنجاو نون مجتین لکھا ہی
اور بعضون نے بحار مہملہ اور باے موحدہ کما سیاتی محمد بن قیس لکھتا ہے کہ تخنیق ہم خرم است
لیکن بحکم آنکہ در اشعار عرب خرم جز و ابتدای مصاریع روا نداراند چون عجم کہ در جملہ اجزای بیت جائز
داشتہ اند آنرا در غیر ابتدا تخنیق خوانند تم کلامہ اور فارسی مین شعر سبب خفیف تنہا کا یہہ ہے
بیت یاری کز من دوری جوید ✢ عشقش زی من تاکی پوید ✢ زی من ای طرف من اور تقطیع
چار بار فعلن بسکون مین ہے اور سبب ثقیل تنہا سے شعر محال ہے اسواسطے کہ فارسی مین
حرکتین تین سے زیادہ نہین ہوتی ہین اور عربی مین زیادہ چار سے پس گنجایش تحریک تمام حروف
کہان مگر نثر کہ مثال اوسکی عربی مین یون ہے وَلَدُکَ یَکَ یَدُہٗ وَجَدَ اَثَرَ ہِمَمِکَ مُجِہِدَہٗ وَطَلَبَ بَرَکَۃَ
شِیَمِکَ معنی یہہ ہین کہ تیرے فرزند نے تجسے پائی نشان تیری ہمتون کی پس سعی کی اور طلب
کی برکت تیری خصلتون کی اور فارسی مین نثر یون ہے پسر تو زچہ فشدہ نپئی ہنر تو کہ ہنر تو بدہ
ز برکت پدر تو ترجمہ یہہ ہے فرزند تیرا کیون ہوا پیرو تیرے ہنر کا کہ ہنر تیرا ہے برکت سے
تیرے باپ کی اور سدا او اور ہے کہ واسطے اظہار حرکت کے ہے معتبر نہین رکض بالفتح و ضاد معجمہ
پاون ہلانا گھوڑے کا اور دوڑنا کشف سے اور صراح سے اور گھوڑے کا دوڑانا بحر الجواہر سے
کذا فی الغیاث شیم بکسر اول و فتح ثانی عادتین اور خو جمع شیمہ ہکذا فی الغیاث ھم وازوتد مجموع تنہا کی
شعر نَعَلَا لَمَّا وَلَا لَمَّا وَلَمَّا لَمَّا ✢ سَقِیَ بِکَفِّ خَالِدٍ وَاَطْعَمَا ✢ رجز مجنون و بپارسی چنین شعر حیرا عجب
بدارم از نگار من ✢ کہ بی گنہ بروان شد از کنار من ✢ رجز مجنون یا ہزج مقبوض است اور وتد مجموع
تنہا سے شعر عربی مین یون ہے شعر جو مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہہ ہین پس دراز ہوا اور دراز ہوا
اور دراز ہوا یہہ امر کہ پانی پلایا دست خالد سے اور کھانا کھلایا رجز مجنون یعنی مفاعلن مفاعلن مفاعلن
مفاعلن مفاعلن اور فارسی مین شعر وتد مجموع تنہا کا یہہ ہے بیت جو مرقومہ متن ہے پس
نگار من شعر مذکور مین بمعنی نگار خود ہے رجز مجنون جیسا کہ بیان کیا گیا یا ہزج مقبوض رکن اصلی مفاعیلن
ہے قبض سے پانچوان حرف گر گیا مفاعلن ہوا تو وہم نہو کہ محقق علیہ الرحمہ نے شعر عربی کو ہزج مقبوض

کیون دکھایا اس واسطے کہ عربی مین ہزج مسدس مستعمل نہین ہے ہمیشہ مجزو آتی ہے یعنی مربع بخلاف فارسی کے
ہم وزن وتد مفروق تنہا بتازی شعر لَا اَرٰی مِنَ الفُؤَادِ غَدًا زَارَکْ ٭ اِنْ یَمِلْ نَحْوَ شَادِنٍ یَہْوَاکْ ٭
رمل مکفوف بپارسی شعر آنچہ از تہم بروی من رسید ٭ ہیچ آفریدہ در جہان ندید ٭ رمل مکفوف و حرف
اور آخر لامحالہ ساکن گردد تا شعر تواند بود چنانکہ گفتیم ت اور شعر وتد مفروق تنہا سے عربی مین یہہ ہے
جو مرقومہ متن سے ہے معنی اوسکے یہہ ہین نہین دیکھتا ہون مین دل سے جسوقت دیکھتا ہون مین تجھکو کہ میل
کرے وہی دل طرف کسی آہو برہ کے سوا تیرے رمل مکفوف ہے رکن اصلی فاعلاتن ہے کف سے
نون گر گیا فاعلاتُ بضم تا رہا پس وزن اس شعر کا چہ بار فاعلات ہے اور فارسی مین یہہ شعر ہے
جو مرقومہ متن سے ہے اور لفظ بت شعر مذکور مین بمعنی معشوق ہے رمل مکفوف ہے جیسا کہ بیان کیا اور حرف
اور آخر عروض و ضرب مین لامحالہ ساکن ہونگے تا شعر کہہ سکین جیسا کہ کہا ہمنے کسواسطے کہ اواخر ابیات
ہمیشہ ساکن ہوتی ہین اور اسکا بیان فصل دوم مین ہوچکا ہے کما قال آخر ہیچ شعر نہ بتازی و نہ بپارسی
متحرک نشاید ہم وزن فاصلہ صغری بتازی شعر اَرَاَیْتَ بِحَاضِرِہِمْ اَثَرًا ٭ وَسَمِعْتَ لِغَائِبِہِمْ خَبَرًا ٭
رکض مخبون بپارسی بیت بری صنما دل و جان ز ہی ٭ لبکان بری ندہی خبری ٭ رکض مخبون
ست اور شعر فاصلہ صغری تنہا کا عربی مین یہہ ہے جو مرقومہ متن سے معنی اوسکے یہ ہین آیا دیکھا
تونے واسطے اونکے حاضر کی کوئی اثر اور سنی تونے واسطے اونکے غائب کی کوئی خبر رکض مخبون ہے
فعلن بتحریک عین چار بار تقطیع اس بیت کی ہے اور فارسی مین بیت فاصلہ صغری تنہا سو یہہ ہے
جو مرقومہ متن سے ہے معنی یہہ کہ لیے جاتا ہے تو اے معشوق دل بندے کا اور جان بندے کی
بوسہ ہونٹھو نکا اگر نہ دیوے کو بندے کو تو چھوٹے گا رکض مخبون ہے یعنی فعلن چار بار ہے بکسر میم
ہم اور عبد کشف و ... سے اور برہان مین بفتح اول اور سراج مین بھی بفتح اول کذا فی الغیاث
ولبکان ای لب ہا ہم وزن فاصلہ کبری بتازی شعر وَثِقَلٍ مَنَعَ خَیْرَ طَلَبْ ٭ وَعَجَلٍ مَنَعَ خَیْرَ
تُؤَدَہْ ٭ رجز مخبول و بپارسی شعر صنم من زبر من نبری ٭ دلک من نبری بشوی ٭ رجز
مخبول و بیشتر ازین ابیات ناخوش ست خاصہ بیت آخر ت اور بیت مثال فاصلہ کبری تنہا کی
عربی مین یہہ ہے جو مرقومہ متن سے ہے پس شعر مذکور مین ثقل بروزن عنب بمعنی انگور اور عجل بوزن
غرر اور تودہ بضم تا و فتح ہمزہ ہے ترجمہ شعر کا یہہ ہے کہ بہت سی گرانباریان اور سستیان

ہین کہ منع کرتی ہین خیر مطلوب کو اور بہت سی جلدیان ہین کہ منع کرتی ہین خیر درنگ کو زحر مخجول
ہے رکن اصلی مستفعلن جسمین سے سین گرا اور بیچ سے فے گری متعلن رہا مفتعلن اوسکے مقام پر
آئے اور فارسی مین مثال اوسکی یہہ ہے جو بیت مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہہ ہین ای معشوق
میرے میرے نزدیک سے نجا تو دل میرا لیجا تو اور نجا تو بشوی آخر مین واسطے تاکید مضمون
ماقبل کے ہے اور یہہ زحر مخجول ہے جیسا کہ بیان کیا گیا اور اکثر ان بیتون مین ناخوش ہین خصوصاً
بیت آخرم **فصل چہارم** در ارکان شعر کہ مولف بود از ین اجزا خلیل احمد کہ عروض تازی
استخراج کردہ ہست عبارت از ارکان شعر بالفاظی کردہ است کہ از لفظ فعل مشتق باشد چنانکہ
اہل موسیقی بلفظی کنند کہ از تا و نون مولف باشد و باین سبب ارکان شعر را افاعیل و تفاعیل خواندہ
و ارکان شعر بعضی بطبع آید و آنرا اصول خوانند و بعضی نہ چنان و آنرا فروع خوانند **ت** خلیل
ابن احمد نے کہ عروض تازی نکالا ہے ان ارکان کی عبارت بنائی ہے اون الفاظون سے کہ لفظ
فعل سے مشتق ہین جیسے اہل موسیقی مثلاً تننا اور تونی وغیرہ کو تا اور نون یعنی تن سے عبارت کرتے
ہین اور اسی سبب سے ارکان شعر کا نام افاعیل اور تفاعیل رکھا ہے کہ فعل سے مشتق ہین اور
ارکان شعر کے بعضے موافق طبیعت کے ہوتی ہین اونکو اصول کہتے ہین اور بعضے ایسے نہین ہوتی
یعنی موافق طبیعت کے نہین ہوتی ظاہر ہے کہ جب حذف سے رکن اصلی متغیر ہوگا الفاظ نامطبوع
نکلینگے اونکو فروع کہتے ہین هم و ہر رکن کہ از تکرار جزوی باشد ملذ نبود و باین سبب رباعی
و سداسی را کہ از تکرار اسباب تنہا یا از اوتاد تنہا بود از اصول نشمرند و ہر رکن کہ دراز شود ہم ملذ
نبود از جہت آنکہ اقتضای ملالت کند و از ین سبب زیادہ از سباعی در اصول مستعمل نیست پس
اصول یا خماسی بود یا سباعی و خماسی مولف از سببی و وتدی بود اگر سبب خفیف بود و وتد مجموع
ازان دو تالیف ممکن باشد یکی آنکہ وتد مقدم بود و مرکب بر وزن فعولن بود دوم آنکہ سبب مقدم بود
و مرکب بر وزن فاعلن بود و این ہر دو در شعر تازی از اصول اند و در شعر فارسی دوم مستعمل نیست
و دیگر تالیفہا ممکن کہ در خماسی افتد و این شش نوع باشد از اصول نشمرند **ت** اور جو رکن کہ
تکرار ایک جزو سے بنے گا ملذ یعنی لذت بخشندہ نہوگا اس سبب سے کہ رباعی کو جیسے فعلن اور
سداسی کو جیسے مفعولن اور مفاعلن کہ تکرار اسباب یا اوتاد سے بنے ہین اصول شعر سے

نہین گفتے ہین اگرچہ مشتقات فعل سے یہہ بھی ہین اور جو رکن کہ دراز ہو وہ بھی ثقل ہوگا اس جہت سے کہ اقتضاے ملالت کرتا ہے لہذا زیادہ سباعی سے اصول مین مستعمل نہین کیا پس اصول یا خماسی ہونگے جیسے فعولن اور فاعلن یا سباعی ہونگے جیسے مفاعیلن اور فاعلاتن وغیرہ اور خماسی مولف ایک سبب اور ایک وتد سے ہوتا ہے پس اگر سبب خفیف ہو اور وتد مجموع اوس سے دو تالیفین ممکن ہین ایک یہہ کہ وتد مجموع مقدم ہو وہ مرکب بروزن فعولن ہوگا اور دوسرے یہہ کہ سبب خفیف مقدم ہو وہ مرکب بروزن فاعلن ہوگا اور یہہ دونون یعنے فعولن اور فاعلن شعر تازی مین اصول سے ہین در شعر فارسی مین دوسرا یعنی فاعلن مستعمل نہین ہے پس اصول شعر فارسی بھی نہین ہے اور تالیفین اور بھی ایک سبب اور ایک وتد سے ممکن ہین کہ خماسی مین واقع ہوتی ہین وہ سب آٹھ ہین اونمین چہ تالیفین جو اور ممکن ہین اونکو اصول سے نہین جانتے نہ عربی مین نہ فارسی مین پس از روے احتمالات عقلی کے بنا سے خماسی مین اسباب اور اوتاد سے آٹھ صورتین ہوسکتی ہین چار تقدیم سبب خفیف یا ثقیل سے وتد مجموع یا مفروق پر اور چار تقدیم وتد مجموع یا مفروق سے سبب خفیف یا ثقیل پر پس اونمین دو صورتین جیسا کہ مصنف نے بیان کیا مستعمل ہین باقی چہ نامستعمل اسواسطے کہ تالیف وتد مجموع ساتھ سبب ثقیل کی بتقدیم و تاخیر دونوین ناخوش ہین کس لیے کہ تقدیم سبب ثقیل مین توالی چار حرکت لازم آتی ہے اور تاخیر سبب ثقیل مین حرف آخر کلمہ متحرک ہوتا ہے یہہ دونون ناروا ہین اور تالیف سبب ثقیل کے ساتھ وتد مفروق کی بھی بد ہے کس لیے کہ تقدیم اور تاخیر دونون مین آخر کلمہ متحرک ہوتا ہے پس یہہ دونون بھی روا نہین اور تالیف سبب خفیف کے ساتھ وتد مفروق کی پس تقدیم سبب مین وہی قباحت ہے تحریک آخر کی اور تقدیم وتد مفروق مین بعینہ صورت فاع لن ہے کے ساتھ فاعلن کی سہے اور تکرار نازیبا ہے ح قولہ واین ہر دو در شعر تازی از اصول اند یعنی من حیث المجموع والا اول در شعر فارسی ہم از اصول است تم کلام اسی جگہہ داخل ہونا فعولن کا اصول فارسی مین ثبت ہے پس حاشیہ تحصیل حاصل ہے واما سباعی مولف از دو سبب یک وتد بود باشد واز اسباب ہر دو ثقیل نشاید پس اگر ہر دو خفیف بود و وتد مجموع تالیف ازان سہ نوع بود اول آنکہ وتد بر ہر دو سبب مقدم بود واین بروزن مفاعیلن بود دوم آنکہ میان ہر دو سبب بود

و آن بر وزن فاعلاتن بود سوم وتد ان از هر دو سبب متاخر بود و آن بر وزن مستفعلن بود ت
در ارکن سباعی یعنی هفت حرفی موئلف دو سبب در ایک وتد سے ہوتا ہے اور سچا ہے کہ دونون
سبب ثقیل ہون بسبب توالی حرکات اربعہ کی البتہ اگر ایک سبب ثقیل اور ایک سبب خفیف
ہو مضائقہ نہین جیسے متفاعلن او مفاعلتن مین پس اگر دو سبب خفیف ہون اور ایک وتد مجموع
تالیف اونسے تین طرح پر ہو سکتی ہے اول تقدیم وتد مجموع دو سبب خفیف پر یہہ بوزن مفاعیلن
ہوا دوسرا وتد مجموع درمیان دو سبب خفیف کے یہہ بروزن فاعلاتن ٹھہرا تیسرا تاخیر وتد
مجموع کے دو سبب خفیف سے یہہ بروزن مستفعلن قیسرار پایا ھم واگر وتد مفروق بود سہ نوع
دیگر تالیف تواند بود اول بروزن فاع لاتن دوم بروزن مس تفع لن سوم بروزن مفعولاتُ و
اول و دوم این صنف در لفظ مانند دوم و سوم صنف گذشتہ است و در کتابت بعضے فرق کنند
با آنکہ اجزای صنف دوم از یکدیگر منفصل نویسند و این شش رکن از اصول اند و هر دو تالیف دیگر
سباعی ممکن بود کہ در شعر فارسی از اصول نشمرند بسبب گرانی آن ت اور اگر وتد مفروق ہو اس سے
بھی تین طرح کی تالیفین ہو سکتی ہین اول بروزن فاع لاتن دوم بروزن مس تفع لن سوم
بروزن مفعولات وزن پہلا اور دوسرا اس قسم کا مانند وزن دوسرے اور تیسری قسم گذشتہ کے
ہے لیکن کتابت مین بعضے فرق کرتے ہین اسطرح پر کہ اجزای قسم دوم کو یکدیگر سے منفصل اور
جدا لکھتے ہین اور یہہ چھہ رکن اصول سے ہین اور اٹھارہ تالیفین اور اس سباعی کی ممکن ہو سکتی
ہین کہ شعر فارسی مین انکو اصول سے نہین گنتے بسبب گرانی اور ثقالت کے پس از روے
احتمالات عقلی کے بناے سباعی مین تقدیم اور تاخیر اور توسیط اسباب اور اوتاد سے چوبیس تالیفین
ہو سکتی ہین مثلاً دو سبب خفیف جب وتد مجموع سے مقدم ہون یہہ ایک صورت ہوئی اور جب
وتد مجموع دو سبب خفیف پر مقدم ہو یہہ دو صورتین ہوئین اور جب وتد مجموع درمیان دو سبب خفیف
کے واقع ہو تین صورتین ہوئین اور جب وتد مفروق بجاے وتد مجموع کے ان تینون میں دورتو نہ
آیا چھہ صورتین ہوئین اور جب دو سبب ثقیل بجاے دو سبب خفیف کے ان چھہ صورتون میں آئے
بارہ صورتین ہوئین اب دو صورتین ان اسباب کی اور ہین ایک سبب خفیف مقدم اور سبب ثقیل
موخر اور دوسرے سبب ثقیل مقدم اور سبب خفیف موخر پس جیسے دو سبب خفیف یا دو سبب ثقیل

جب دونون وتد وسے ملے بارہ صورتین نکلین ویسی ہی ان دونون کے انضمام سے ساتھ دونون
وتدون کے بھی بارہ صورتین اور نکلین اور یہہ بارہ اور بارہ چوبیس تالیفین ہوئین پس چہہ تالیفین
انمین سے تازی اور فارسی مین اصول ہین باقی اٹھارہ چنانچہ فارسی مین اصول سے نہین بسبب
ثقالت کے مگر عربی مین ان اٹھارہ سے دو تالیفین اور مستعمل اصول سے ہین جیسا کہ محقق علیہ
الرحمہ فرماتے ہین هم اما در تازی دو تالیف از جملہ آنچہ مولف بود از وتدی مجموع و سببی ثقیل
و سببی خفیف یا مولف از وتدی مجموع و فاصلہ صغری هم از اصول شمرند و آن مفاعلتن و متفاعلن است
پس ارکان اصلی در پارسی هفت ست بتحقیق و پنج در لفظ و آن فعولن مفاعیلن و فاعلاتن مستفعلن
و مفعولات ست و در تازی دہ بتحقیق و هشت در لفظ چہ فاعلن و مفاعلتن و متفاعلن هم از اصول اند
ست مگر عربی مین دو تالیفون کو ان تالیفون سے جو ایک وتد مجموع اور ایک سبب ثقیل اور ایک
سبب خفیف سے ہین یا مولف ایک وتد مجموع اور فاصلۂ صغری سے ہین اصول سے گنتے ہین
اور وہ دونون مفاعلتن اور متفاعلن ہین پس ارکان اصلی پارسی مین سات ہین بتحقیق فعولن
مفاعیلن فاعلاتن مستفعلن فاع لاتن مس تفع لن مفعولات اور پانچ تلفظ مین کسواسطے کہ فاعلاتن
اور مستفعلن متصل اور منفصل متحد ہین تلفظ مین اور تازی مین دس ہین بتحقیق فعولن فاعلن مفاعیلن
فاعلاتن مستفعلن فاع لاتن مس تفع لن مفعولات مفاعلتن متفاعلن اور آٹھ تلفظ مین کہ یہان بھی
فاعلاتن اور مستفعلن متصل اور منفصل متحد ہین تلفظ مین هم و عروضیان را عادت باشد کہ استخراج
این ارکان از یکدیگر بفک و ترکیب بیان کنند و در دوائر وضع کنند یک دائرہ جہت فعولن فاعلن
و برو نویسند علامات متحرک و ساکن و بازای آن حروف این کلمہ کہ بہی کن تا اگر آغاز از بای
بہی کن بر حوالی دائرہ بگردد بر وزن فعولن و اگر آغاز از کاف کنی کن بہی باشد بر وزن فاعلن است
اور عادت عروضیون کی یہہ ہے کہ استخراج ان ارکان کا یکدیگر سے بفک و ترکیب بیان کرتے ہین
یعنے پہلے جدا کرتے ہین حروف کو پھر ملاتے ہین اور یہہ فک و ترکیب دوائر مین وضع کرتے
ہین ایک دائرہ واسطے فعولن اور فاعلن کے اور اوس مین لکھتے ہین علامتین متحرک اور ساکن
کی علامت متحرک کی دائرہ کوچک اور علامت ساکن کی الف اور مقابل حروف کے یہہ کلمہ
لکھتے ہین بہی کن تا اگر بے سے شروع کرین تو بہی کن حوالی دائرہ پر پھر سے بر وزن فعولن ہو

دائرہ